میثاق مدینہ میں اقلیتوں کے حقوق اور دیگر دساتیر، تقابلی مطالعہ

The Rights of Minorities in Medina Pact and Other Constitutions, A Comparative Study

Dr. Fouzia Fayaz [1]

Dr. Mushtaq Adil [2]

Abstract:

Islam is a religion of tolerance and peace; in which we found the expressions of leniency and social compassion with the followers of different religions. Prophet of Islam (SAW) had founded such first Islamic State where all the human beings have equal place in society regardless the creed, nation and color.The followers of Islam have also practiced the tolerance and social integrity under the dynamic leadership of Muhammed(SAW). Right of freedom of thought for everyone in Islamic society became muslim tradition. The" Constitution of Madina" was a symbol of social stability and consolidate peace among the followers of different religions. Islam not only protects the right of "Minorities" but also consider it an ideological state in human respect as compare to others. There is a great need of social compassion to eradicate the racial discrimination and religious abhorrence among the nations-

Above writings constitute, significant material and sources in conducting our qualitative and quantitative analysis in the light of "Seerah of Prophet(SAW)" will be delineated in this article.

Key Words: *Seerah, Tolerance, Peace, Minorities.*

سابقہ کام کا جائزہ:

یہ موضوع نہ صرف شریعت اسلامیہ میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے بلکہ دور حاضر میں ایک مثالی معاشرہ جہاں رنگ ونسل اور مسلک سے بالاتر ہو کر ایک ملت ایک قوم کی تشکیل میں بھی جزولاینفک ہے۔ اس تحقیق کی روشنی میں دین اسلام کی تعلیمات انسانیت اور تکریم انسانیت کے تفوق کو اکیسویں صدی میں برقرار رکھنے میں کیسے معاون ومددگار ہو سکتی ہے کو میثاق مدینہ کی روشنی میں بیان کیا جائے گا؟ اس موضوع پر اگرچہ بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ دیگر اقوام کے دساتیر اور میثاق مدینہ کا تقابلی جائزہ کیا جائے تاکہ موجودہ دور میں میثاق مدینہ کی روشنی میں مذہبی رواداری کے قیام کو یقینی بنایا جائے۔ اس سلسلے میں ان کتب سے بالخصوص استفادہ کیا گیا ہے۔

[1]- Head/Assistant Prof. Islamic Studies, University of Sialkot, Pakistan (foziafiaz1@yahoo.com)

[2]. Head/Associate Prof. Department of Urdu, University of Sialkot, Pakistan (adil.punjabiradio@gmail.com)

1. A Constitution of Madina:Sociological Interpretation of Muhammad,s Acts of the "Umma" by Said Amir Arjoman
2. The Madina Cnstitution , Understanding Islamic Law,2006 by Ali Khan
   Ummah in the Constitution of Medina,Frederick M.Denny
3. Journal of Near Eastern Studies,Vol.36,No.1(Jan,1977)
4. Foundation of The Islamic State at Medina And Its Constitution by Muhammed Nazeer Kaka Khel

تعارف: اس تحقیقی مقالے میں اسلام کی پہلی ریاست "مدینہ منورہ" کی تشکیل سازی میں پیغمبر اسلام ﷺ کی فہم و فراست اور دور اندیشی پر مبنی ان انقلابی اقدامات پر روشنی ڈالی گئی ہے جس کے نتیجے میں عظمت انسانی کو عروج حاصل ہوا۔ رنگ، نسل اور طبقاتی امتیازات کا جڑ سے خاتمہ ہوا۔ بین المذاہب رواداری اور برداشت کو فروغ حاصل ہوا جس کے نتیجے میں مختلف مذاہب کے پیروکاروں کا امن و آتشی کے ساتھ ایک چھت تلے رہنا ممکن ہوا۔ آج بھی ملک پاکستان بلکہ اقوام عالم کو انہی انقلابی اقدامات پر عمل کی ضرورت ہے۔ قومی و مذہبی تفرقہ بازی نے پوری انسانیت کو طبقاتی تقسیم میں بانٹ دیا ہے۔ نیز مغربی معاشرتی نظام کی کھوکھلی حیثیت پر ریاست مدینہ کے معاشرتی نظام کے تفوق کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ چونکہ تمام روئے زمین کے لئے نبی بن کر آئے لہذا آپ کی روشن تعلیمات تا قیامت جملہ انسانیت کے لئے قابل عمل اور دارین میں باعث فوز و فلاح ہے۔ اسلام میں سب سے پہلی ریاست مدینہ کا قیام جو بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کے پائیدار قیام کی انقلابی کاوش اور ان کے ابدی اثرات تاریخ کا باب زریں ہے جس کی مثال ملنا ناممکن ہے۔ مغربی استعماریت کی طرف سے جب امن عالم اور انسانی حقوق کے علمبردار ہونے کا غلغلہ بلند ہو رہا ہے تو اس کی آواز میں شامل ظلم و استبداد کے نشانہ بننے والوں کی سسکیاں اور آہیں اس غلغلے کی قلعی کھول دیتی ہیں اور سیرت مقدسہ ﷺ کی جاندار تعلیمات کا نقارہ بج اٹھتا ہے کہ اسی نبی کامل ﷺ کی سیرت پر عمل ہر دور کے لیے ضروری ہے۔

بین المذاہب رواداری کے فروغ میں اسلام کے نظریاتی تشخص کا اہم کردار:

ریاست مدینہ کے قیام نے تمام دنیا میں بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری پیدا کرنے میں عظیم الشان کردار ادا کیا اور آپ ﷺ کی سیرت میں موجود یہی وہ نظریاتی پہلو تھا جس نے مسلمانوں کو اپنی منفرد مذہبی اور ثقافتی پہچان رکھنے کے باوجود مذاہب دیگر کے پیروکاروں کے ساتھ مشارکت اور سماجی تعلقات قائم کرنے کی استعداد پیدا کر دی۔ اور یہی وہ قوت تھی جس کی وجہ سے پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی عملی کوششوں کی بدولت عالمگیر امن اور پائیدار استحکام کی بنیادوں پر بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کی ایک ایسی عمارت قائم کر دی جسے دنیا کی کوئی قوم اور تہذیب زمین بوس نہ کر سکی۔

ایک نظر دیگر معاشروں پر:

محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے بہت سی یونانی قوموں مثلا ارکادیہ (Arcadia)، سرین (Cyrene)، کریٹ (Crete)، مینوس (Minos) جنھیں مادی عروج حاصل تھا نے انقلاب زمانی کی خواہشمند تھیں اور خود کو ترقی یافتہ کہلانے کے باوجود[3] وہ انقلاب تو دور کی بات اپنی قوموں کی اصلاح تک نہ کر سکے کیونکہ ان کی قانون سازی میں کوئی ربانی علم کارفرما نہیں تھا۔ جبکہ پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات پر مبنی ایک اسلامی معاشرہ ہی انسانی اور فطری ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی تعلیمات اللہ تعالیٰ طرف سے ہدایت کردہ صراط مستقیم کی طرف لے جاتی ہیں جو انسانی خصوصیات کو جلا بخشتی اور اس کے اندر پنہاں صلاحیتوں کو اجاگر کرکے اس قابل بنادیتی ہیں کہ انسان زمین پر خلافت الہی کا اہل ہو جاتا ہے۔ ماضی کی ان تہذیبوں نے مشینی اور حیوانی طریقہ کار پر انسانی زندگی کو منطبق کرنا چاہا اور انسان کی ان بنیادی اور اصل خصوصیات کو بالکل نظر انداز کر دیا جو انسان کو حیوان سے ممتاز کرتیں ہیں۔[4]

ریاست مدینہ کی تشکیل میں پیغمبر اسلام ﷺ کا بنیادی کردار:

قرطاجنہ کا ھنیبال (پ۔ 247 BC)، مقدونیہ کا سکندر (پ۔ 356BC)، روم کا قیصر، ایران کا دارا (پ۔ BC330)، یورپ کا نپولین (1769-1821) ہر اک پرکشش شخصیت کا حامل ہے، سقراط (پ۔449ق م)، افلاطون، ارسطو ((384BC-322 BC، دیوجانس 323 (BC- 404 BC) اور یونان کے مشہور فلسفیوں سے لے کر اسپنسر (1820-1903) تک تمام حکماء کی زندگی خاص رنگ رکھتی ہے۔ نمرود، فرعون، ابوجہل (572 AD-624AD) اور ابولہب (549 AD- 624AD)، قارون کی ایک الگ زندگی ہے۔ لیکن صرف محمد ﷺ کی شخصیت جو ہمہ وقت تاریخیت، جامعیت، دائمیت، کاملیت اور عملیت کی خصوصیات کی حامل ہے۔[5]

ریاست مدینہ کی تشکیل میں چند اہم ترین اقدامات درج ذیل ہیں۔

1۔ تعمیر معاشرت و اصلاح انسانیت

محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ فرد اور انسان کے لیے رہنما نہیں بلکہ انسانیت اور معاشرے کے لیے ہے۔ فرد تنہا کوئی حقیقت نہیں رکھتا اس کی ساری اہمیت و معنویت کا سرچشمہ معاشرہ و ملت ہے۔ آپ کی سیرت ﷺ تطہیر انسان نہیں بلکہ تطہیر انسانیت چاہتی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے انفرادی تبلیغ پر توجہ نہیں دی ایک منظم جماعت پیدا کی یہ منظم جماعت اگر اپنی متحد طاقت سے ایک کامل معاشرہ کا روپ نہ بدلتا تو اسلام بھی عیسائیت کی طرح ایک انفرادی عقیدہ اور ذاتی نجات کا تصور بن جاتا[6]۔ آپ ﷺ نے ایک ایسے منظم معاشرے کی بنیاد رکھی جس نے اپنے زمانے کے سیاسی نظم اور معاشی اقدار کو بدل دیا۔ جس نے انسان کو مجہولیت اور انفعال سے نکال کر ایک حقیقی قوت فاعلہ متحرکہ بنا دیا جس سے

[3]. Xon Xoc Rosou, Muaahida Umrani, Translated by Dr. Mahmood Hussain (Karachi: University of Karachi, 1996) p.94

[4]. Syed Qutab Shaheed, Islam aur Maghrib k Tehzibi Masail (Lahore: Sindhu Printers, ed.1, 1979) p.4

[5]. Khursheed Ahmad, Islami Nazria-e-Hayat (Karachi: Shouba Tasnif, Tarjma & Taalif, University of Karachi, 2006) p.260

اس عیسائی اور نو افلاطونی نظریہ کی تردید کر دی جس کے مطابق انسان ایک مجبور اور بے بس ہستی ہے اور معاشرے اور ملت کی اصلاح کرنے سے قاصر ہے آپ ﷺ کی موثر تعلیمات نے یہ سکھا دیا کہ انسان اپنی عقل و بصیرت، جد وجہد و فعلیت سے زمانے کا رخ بدل سکتا ہے۔ تقدیر کا دھارا موڑ سکتا ہے۔

2۔رسول اللہ ﷺ اور انقلاب مساوات

"ان اكرمكم عند الله اتقكم" کی صدا بلند ہوئی اور رسول ﷺ نے معاشرے میں ایک ایسا انقلاب برپا کر دیا جس میں بنیادی حقوق کے اعتبار سے معاشرتی اور انسانی سطح پر تمام باشندوں میں مساوات تھی اور کسی کو بھی کسی دوسرے پر کوئی امتیاز و فضیلت نہیں۔ اس لیے کہ وہ الٰہی تعلیمات پر مبنی معاشرہ ہے یہ وہ انقلابی تصور مساوات ہے جس کا مطمع نظر مساوات انسانی ہے محمد ﷺ کی آمد سے پہلے کسی اور معاشرے کے حصے میں یہ سعادت نہیں آئی۔ آپ کی بعثت سے پہلے کفر اور جہالت پر مبنی مادی عروج حاصل کرنے والی قوموں نے تصورات شرف اور اعزاز و معیارات کے بے شمار معیار مختلف ادوار و معاشروں میں قائم کیے لیکن آپ ﷺ کی حکمت انقلاب نے ان لاتعداد معیاروں کے ڈھیر پر ایک قلم خط تنسیخ کھینچ دیا اور اپنا منفرد فلسفہ فضیلت اور معیار تقوٰی پیش کیا وہ جاہلیت کے تمام پیچ در پیچ بو دے پیمانوں کو توڑ کا اپنا الگ پیمانہ خوب وزشت پیش کرتا ہے۔[7]

3۔ریاست مدینہ کے اہم خدوخال: ریاست مدینہ دراصل ایک ایسے معاشرتی نظام کی تشکیل تھا جس کی بنیاد نہ صرف اسلامی عقائد پر ہو بلکہ اس کے ضوابط بھی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بنائیں جائیں۔[8]

ریاست مدینہ کے قیام میں تین ادوار انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

الف۔ اسلام پر یورشیں اور حملے

1- بین المذاہب رواداری کے عملی مظاہر
2- عالمگیر سطح پر قیام امن کے مساعی[9]

اسلام پر یورشوں اور حملوں کے اعتبار سے مدینہ کے داخلی اور خارجی حالات کو الگ الگ پیش کیا جاتا ہے۔ پہلی اسلامی ریاست مدینہ کے قیام کا مقصد پر امن ماحول میں ایک ایسے معاشرے کی تشکیل تھا جس میں ہر مذہب کے پیروکاروں کے لیے انفرادی و اجتماعی حقوق کا حصول ممکن ہو سکے اور عالمگیر امن کا قیام ممکن ہو سکے جو بین المذاہب رواداری کے لیے لازم و ملزوم ہے۔

ریاست مدینہ کے قیام اور اسلامی معاشرے کی تشکیل کے قائد اور امام خود جناب محمد ﷺ تھے لہٰذا آپ ﷺ کی کوشش تھی کہ مسلمان ایک ایسے معاشرے کو تشکیل دیں جو زندگی کے تمام شعبوں میں جاہلی معاشرے سے مختلف اور عالم انسانی کے اندر موجود ہر معاشرے سے ممتاز ہو تاکہ بڑے پیمانے پر دعوت اسلامیہ کا فریضہ بھی ادا ہو سکے[10]۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ان حالات میں بھی جب کہ مسلمانوں کے

---

[7]. Syed As'ad Gillani, Rasool-e-Akram ki Hikmat-e-Inqilab (Lahore: Idara Tarjman-ul-Qur'an, 1981) p.366

[8]. Dr.Muhammed Muslahuddin,**Society and Islam**,(Lahore:Islamic publications, 1977) p.75

[9]. Mubarakpuri, Safi-ur-Rahman, Al-Raheeq-ul-Makhtoom (Lahore: Maktaba Al-Salafia, 1995) p.233

[10]. do, p.246

خلاف اندرونی اور بیرونی عداوتیں عروج پر تھیں بین المذاہب رواداری کی جو مثال قائم کی وہ عالمگیر امن اور پائیدار استحکام کے لیے اہم سنگ میل ثابت ہوئی۔

مدینہ کے داخلی حالات

ابتدائی دور میں مدینہ میں مشرکین، منافقین، عبرانی یہود اور بدوؤں کی مخالفت سامنے آئی۔ جن میں سخت ترین دشمن یہود تھے۔ اور اس مخالفت کا بڑا سبب مشہور عالم عبداللہ بن سلام (550 AD-630AD) کا اسلام لے آنا تھا۔[11] اس صورت حال میں مسلمانوں کو ان اندرونی دشمنوں کی طرف سے فسادات، پروپیگنڈے اور تخریب کاریوں نے سخت پریشان کیا۔

مدینہ کے خارجی حالات

مسلمانوں کے خارجی حالات بھی انتہائی خراب تھے جس کی سب سے بڑی وجہ قریش کی عداوت تھی جو ہجرت سے قبل بھی مسلمانوں کو ایذا پہنچانے کی ہر کوشش کر چکے تھے یہاں تک کہ انہوں نے مسلمانوں کے چھوڑے ہوئے اموال، مکانات اور کھیتیوں پر اپنا قبضہ جما لیا اور چونکہ قریش کو دینی قیادت اور دنیاوی ریاست کا منصب حاصل تھا لہذا انہوں نے جزیرۃ العرب کے دیگر مشرکین کے ساتھ مل کر مدینہ کا مکمل بائیکاٹ کر کے انہیں معاشی و اقتصادی طور پر تباہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

ان نامساعد حالات میں بھی محمد رسول اللہ ﷺ نے جس قدر برداشت، رواداری، تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کیا اس کی مثال تاریخ عالم میں ملنا ناممکن ہے.

4-بین المذاہب رواداری کا قیام

اسلام آفاقی دین ہے جس کی عالمگیر تعلیمات ہر دور، ہر قوم، ہر مذہب اور ہر فرد کے لیے یکساں اہمیت رکھتی ہے۔ غیر مسلم ایمانی کیفیت سے بے بہرہ ہوتا ہے وہ وحی الہٰی جیسے حساس اور ماورائے عقل جوہر نبوت کو جھٹلا سکتا ہے مگر اس کی تعلیمات کو جاننے کی ضرورت اپنی جگہ مقدم رہے گی کیونکہ اس کے اندر استعداد ایمان بہر حال موجود ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے بین المذاہب رواداری اور ہم آہنگی کو فروغ دیتے ہوئے موثر ترین اقدامات کیے جن میں دیگر مذاہب و ملت کی طرف اسفار و وفود کا بھیجنا اور آنے والے وفود کا گرمجوشی سے استقبال کرنا شامل ہے۔

"وفی السنة السادسة کثرت بعوثه صلی الله علیه وسلم۔"[12]

6 ہجری میں رسول اللہ کے سفارتی وفود کثرت سے دیگر ممالک کی طرف روانہ ہوئے جس میں حکومت فارس، شاہ حبشہ، مملکت مصر و عمان، بحرین، یمامہ اور دمشق وغیرہ شامل ہیں۔[13] محمد رسول اللہ ﷺ ان آنے والے وفود کے ساتھ جو مدینے میں آتے بہت عزت و احترام کا برتاؤ

---

[11]. Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-jame Al-Sahih, Chapter Akhi Al-Nabi (Karachi: Qadimi Kutub Khana, ed.2 1961) 561/1

[12]. Al-Khateeb, Muhammad Al-Hujaj, Al-Sunnah Qabl Al- Tadween (Punjab: Makhtoota Maktaba Al-Auqaf)p.71

[13] . Farooqi, Muhammad Yousaf, Ehd-e-Risalat me Muashra aur Mumlikat ki Tashkil (Lahore: Izhar-ul-Qur'an,2012) p.221-225

کرتے اور اسقدر رواداری کا مظاہرہ کرتے کہ ان کی بہت سی نازیبا باتوں کو بھی برداشت کر جاتے۔ یہاں تک کہ سب سے بدترین وفد بنو عامر قبیلے کے تین افراد عامر بن طفیل، جبار بن سلمی، اربد بن قیس پر مشتمل تھا ان کی بھی غیر مہذب اور گستاخانہ گفتگو اوران کی طرف سے دی گئی مدینے کو تہس نہس کر دینے کی دھمکی کو بھی برداشت کیا اور جواب میں آپ ﷺ نے صرف دعا فرمائی کہ اے اللہ؛ تو عامر کے فتنوں سے ہمیں محفوظ فرما[14] یہاں تک کہ اپنی وفات شریف کے آخری ایام میں آپ نے ان غیر مسلم وفود سے متعلق مسلمانوں کو ان کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت فرمائی. بلکہ آپ ﷺ نے جن وفود اسلامیہ کو تبلیغ کی غرض سے دوردراز ممالک میں بھیجا انہیں بھی تاکید فرمائی کہ اسلام کو نہایت شوق اور اخلاص کے ساتھ پھیلانا اور لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا انہیں بشارت دینا اور متنفر نہ کرنا۔[15] غیر مسلموں کے ساتھ صلح جوئی اور رخاوت کی اس سے بڑھ کر مثال اور کیا ہوسکتی ہے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی ان کے تعریف میں رطب اللسان رہتے۔ آپ ﷺ کی تبلیغی کاوشوں میں غیر مسلموں کی ضیافت داریوں کے شواہد بھی ملتے ہیں۔ رسول خدا ﷺ کی زندگی کے دو پہلو ایک ہی حقیقت سے منسلک اور انتہائی اہم ہیں ایک تبلیغ اسلام اور دوسرا منکرین کے ساتھ اچھا برتاؤ۔ نزول وحی کے تین سال بعد جب رشتہ داروں کو دعوت دین دینے سے متعلق آیت اتری:

"و انذر عشیرتک الاقربین-"(214:26)

تو آپ ﷺ نے اپنے خاندان والوں کے لئے ضیافت کا اہتمام کیا اور دعوت دین دی تو ابولہب نے انتہائی بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کو جادوگر کہا۔ لیکن تحمل اور برداشت کا دامن پھر بھی آپ ﷺ نے ہاتھ سے نہ چھوڑا۔[16]

غرض کہ غیر مسلموں نے نفسیاتی، جسمانی اور معاشرتی ہر قسم کی تکالیف آپ کے پہنچائی جنھیں آپ ﷺ نے بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔[17]

یہاں تک کہ آپ ﷺ کو شہید کر دینے کی غرض سے جب ایک یہودیہ نے کھانے میں زہر ملا کر آپ کو دیا تو اس پر بھی آپ ﷺ نے اس عورت کو معاف فرما دیا۔[18]

5- غیر مسلموں کے لیے داخلی خود مختاری

بین المذاہب رواداری اور تحمل کی روشن مثالیں نہ صرف سیرت مطہرہ ﷺ کا خاصہ بنیں بلکہ اسی درس سے آپ ﷺ نے اہل ایمان کے دلوں میں بھی جاگزیں کر دیا اور یوں ایک ایسا پاکیزہ معاشرہ وجود میں آگیا جس میں ہر انسان خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو کو معاشرتی، سیاسی اور داخلی خود مختاری حاصل ہو گئی۔

14. Ibn-e-Hisham, Abu Muhammmad bin Abdul Malik, Seerah Ibn-e-Hisham (editted by: Muhammad Ehsan-ul-Haq Sulemani, 1985) p.649

15 Seerah Ibn-e-Hisham p.661

16. Ibn-i—Khaldoon, AbdurRhaman, Tareekh Ibn-i-Khaldoon, Translated by Hakim Ahmad Hussain Ilah Abadi(Karachi: Nafees Academy, 2003) 43/2.

17 . Muhammad Hameedullah, Dr, Khutbat-e-Bahawalpur (Lahore: Becon Books,2012) p.368

18. Nadwi, Syed Suleman, Rahmat-e-Aalam (Lahore: Al-Waqar Publications, 2010)p. 93

لا اکراہ فی الدین۔[2:256]اور **"ان علیک الا البلٰغ"[48:42]** جیسی آیات کا نزول ہی ہر انسان کی آزادی کی علامت بن کر ہوا۔ عہد نبوی ﷺ اور عہد خلفائے راشدین میں کبھی بھی کسی غیر مسلم کو جبراً مسلمان نہیں بنایا گیا۔

پیغمبر اسلام ﷺ کا فریضہ بھی ابلاغ و تبلیغ رہا۔ قرآن پاک میں ہر مذہبی کمیونٹی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ داکلی خود مختاری کا حامل ہو۔ ارشاد باری ہے:

ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ۔ [5:47]

محمد رسول اللہ ﷺ نے ہر فرد کو داخلی و قومی خود مختاری دے دی تھی جس طرح مسلمان دین، قانون اور امور معاشرت میں آزاد تھے اسی طرح یہ آزادی ہر غیر مسلم کو بھی حاصل تھی۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے عمل سے مساوات انسانی کی روشن امثال قائم کر دکھائیں۔ آپ ﷺ اپنے یہودی ہمسائیوں کی بھی خبر گیری رکھتے۔[19] غیر مسلموں کے جنازوں کیلئے بھی احتراماً کھڑے ہو جاتے۔[20]

6۔ تاریخ انسانی میں رشتہ اخوت کا زریں باب

محمد ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے مابین بھائی چارہ کا رشتہ قائم کر کے عالمگیر امن اور معراج انسانیت کی جو داغ بیل ڈالی اس کا نظارہ چشم فلک نے بھی دیکھا کہ کس طرح اجنبی لوگ ایک دوسرے کے مونس و غمخوار بن گئے۔ باہمی توارث، باہمی رشتہ اخوت، وطنی اخوت اور قرابت داروں کی اخوت بہت سی نسبتوں نے انہیں یک جان دو قالب کر دیا۔ جاہلی عصبیتوں، نسلی تفاخرات و امتیازات نے دم توڑ دیا صرف ایک رشتہ انسانیت باقی رہ گیا جو اخوت انسانی کی پہچان بنا جس نے رنگ و نسل کے بتوں کو مسمار کر دیا۔[21]

8۔ تکریم انسانیت کا درس

انسانیت کے محسن اعظم و رہبر کائنات ﷺ نے جس طرح اپنی سیرت مطہرہ کے ذریعے مسلمانوں کو قومیت، نسبیت اور ہر عصبیت سے بالاتر ہو کر وحدت و اجتماعیت کا درس دیا اور اس کے نتیجے میں ہر انسان کو عظمت بخشی اس کی مثال ملنا قیامت تک ناممکن ہے۔

اس طرح رسول اکرم ﷺ نے نسل و قومیت کی خصوصیتوں، ملک و قوم کی حالتوں، امیری و غریبی کے امتیازوں، فاتح و مفتوح کے تفاوتوں، ملکوں زبانوں، مختلف رنگوں کے مابہ الامتیازوں سے قطع نظر کر کے کیسی خوش اسلوبی سے سب کو دین واحد کے رشتے میں پرو دیا[22] سیرت کی روشن تعلیمات کی بدولت نسلی، جغرافیائی اور لسانی امتیاز مٹ گئے۔ محبت و یگانگت اور اخوت کے سائے تلے سب عالمگیر امن کے پائیدار استحکام کی نوید بن گئے۔ غلاموں کو معاشرے میں مقام حاصل ہوا۔ غیر مسلموں کے حقوق کا تعین ہوا۔ حجۃ الوداع کی شکل میں قیامت تک تمام انسانوں کی جان، مال اور عزت محفوظ ہو گئی۔

---

[19]. Bukharī, Muhammad bin Ismaīl, Al-Jame Al-Sahih, Book 'Kaffarah Al-Marz(Karachi, Qadīmī Kutub Khana, 1961)844/2

[20]. Muslim bin Al-Hujjaj, Al-Jame Al-Sahih, Book 'Kaffarah Al-Janaiz(Karachi, Qadīmī Kutub Khana, 1956)3190/1

[21]. Bukhari, al-Jame Al-Sahih, Chapter 'Akhi Al-Nabi, 5611/1

[22]. Qadi Suleman Mansurpuri, Rahmat-ul-lil-Aalamīn(Karachi: Dār-ul-Ashāt,1411)35/1

9۔عالمگیر منشور اسلامی کا نفاذ

محمد رسول اللہ ﷺ نے محض منشور کی دفعات کے اعلان پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کے نفاذ کو بھی یقینی بنایا۔ خطبے میں فرمایا:

"و اِنی مسئول و انکم مسئولون۔۔ فلیبلغ الشاھد الغائب، فلعل بعض من یبلغه ان یکون اوعیٰ له من بعض من سمعه۔"[23]

(مجھ سے پوچھا جائے گا اور تم سب بھی جواب دہ ہو۔ تم میں سے جو بھی اب موجود ہے۔ اسے چاہئے کہ اس تک میرا پیغام پہنچادے جو غائب ہے۔ ممکن ہے کہ وہ شخص جس تک میری بات پہنچے وہ پہنچانے والے سے زیادہ محفوظ رکھنے والا ہو۔)

خطبہ حجۃ الوداع میں انسانیت کے تحفظ اور اس کے نفاذ کے لیے رسول اللہ ﷺ نے جس طرح قولی اور عملی بنیادوں پر اس کا اہتمام کیا وہ دنیا کے کسی اور منشور میں نظر نہیں آتا۔ حقوق انسانی کی فراہمی کے سلسلے میں نہ صرف اپنی ذات کو ذمہ دار اور آخرت میں جواب دہ ٹھہرایا بلکہ تمام مسلمانوں پر بھی اس معاملے میں جواب دہی کا بار عظیم ڈال دیا۔ فرمایا:

"الا لا یجنی جان الا علی نفسه، ولا یجنی جان علی ولده، ولا مولود علی ولده۔" [24]

(آگاہ رہو۔ کوئی مجرم جرم نہیں کرتا مگر وہ اس کی اپنی ذات پر ہے۔ خبردار کوئی مجرم جرم نہیں کرتا کہ جس کی ذمہ داری اس کے بیٹے پر ہو۔ اور نہ ہی کوئی بیٹا جرم نہیں کرتا کہ اس کی ذمہ داری اس کے باپ پر ہو۔)

محسن انسانیت نے اس ارشاد کے ذریعے انسانیت کو آگہی اور عدالتی سطح پر تحفظ کی یقین دہانی فرما کر اسے عالمگیر اسلامی قانون کا درجہ دے دیا۔ اسلامی سلطنت کے زیر سایہ تمام انسان بلا تفریق رنگ و نسل اور مذہب و ملت آئینی تحفظ، قانونی مساوات، عدالتی چارہ جوئی اور حصول انصاف میں برابر ٹھہرے۔[25]

اور یہ بات بھی بجا ہے کہ ریاست مدینہ کے اس عالمی منشور کو ایک انقلابی منشور کہا جا سکتا ہے جس میں مسلم رائے عامہ کو اعلیٰ نظام پر مبنی حکومت کے قیام کے لیے راہ کو ہموار کیا گیا[26] اور یہی منشور پوری دنیا کے لیے بین المذاہب و ملت رواداری اور ہم آہنگی کی علامت بن گیا۔

مغربی معاشرتی نظام۔۔۔ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ

مغربی دنیا جو خود کو انسانیت کے حقوق کی علمبردار، محافظ، تہذیب و تمدن کی دعویدار قرار دیتی ہے۔ ان کے ہاں انسانی حقوق کی تحریک کا آغاز گیارہویں صدی عیسوی 1037ء تا بیسویں صدی 1948ء تک مخصوص ہے۔ اس میں اقوام متحدہ کا "منشور انسانی حقوق" مجریہ 10 دسمبر 1948 اور انگلستان میں 1215 میں "میگنا کارٹا" شامل ہیں۔

---

[23]. Wāqdi, Muhammad bin Umar, Kitāb-ul-Maghādi (Beirut: Muassah Al-Ilmī)102/3

[24]. Ibn-i-Mājah, Muhammad bin Yazeed Al-Qazwīnī, Al-Sunan (Karachi: Noor Muhammad Ash-al-Mutabe) p.191

[25]. Dr. Muhammad Thanī, Muhsan-i-Insaniatt aur Insani Huqooq (Karachi: Dār-ul-Ashāt,1999)p.468

[26]. Muhmmad Hamīdullah, Dr. Paighambar-e-Islām (Lahore:Becon House, 2013)p.281

حقوق انسانی سے متعلق عالمی منشور جو20 دفعات پر مشتمل ہے جس کے تحت تاریخ میں پہلی بار حقوق انسانی کے تحفظ اور حصول کی ذمہ داری بین الاقوامی برادری نے قبول کی۔اس کی دفعات نمبر ایک اور دو میں کہی گیا کہ 'تمام انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں۔اور ان سب کا وقار اور حقوق مساوی ہیں۔رنگ، نسل، جنس،زبان، تہذیب،سیاسی یا دوسرے خیالات، قومی یا سماجی بنیاد، املاک، پیدائش یا دوسری حیثیت میں امتیاز کئے بغیر ان تمام حقوق اور آزادی کے حقدار ہیں جو اس اعلان میں مذکور ہیں۔[27]

جہاں تک یورپ کے بنائے ہوئے منشور "میگنا کارٹا" کا تعلق ہے تو1355ء میں یہ قانون دوبارہ منظور کیا گیا جس میں " قانون چارہ جوئی" شامل کیا گیا۔اور قریبا دو صدیوں کے بعد " قانون حبس بے جا" سے متعلق قانون سازی ہوئی۔ یہ منشور علاقائی نوعیت کا تھا۔

تقابلی جائزہ

اب ان مغربی معاشرتی نظام اور ریاست مدینہ کے عالمگیر معاشرتی نظام کی خصوصیات کا تقابلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

☆ ریاست مدینہ کی تشکیل میں رہنمائی خدا کی طرف سے تھی جس کا عملی نمونہ خود رسول خدا ﷺ نے اپنی سیرت کے ذریعے پیش کیا جبکہ مغربی معاشرتی نظام انسانی ذہن کی پیداوار تھا اور اس کے لیے کوئی رول ماڈل بھی نہیں تھا۔

☆ ریاست مدینہ کا معاشرتی نظام چونکہ وحی الٰہی سے منسلک تھا لہذا غلطی کی گنجائش نہیں تھی جبکہ مغربی معاشرتی نظام کے لیے وضع کردہ منشور میں یہ اعتراف کیا گیا کہ " کمیشن یہ تسلیم کرتا ہے کہ انسانی حقوق سے متعلق شکایات کے معاملے میں وہ کسی قسم کی کاروائی کا اختیار نہیں رکھتے"۔[28]

☆ اسلامی ریاست میں انسانی حقوق کی ادائیگی کے لیے نہ صرف پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات خدا کے سامنے جواب دہ ہے بلکہ ہر مسلمان اس سے متعلق جواب دہ ہے[29]۔ جبکہ مغربی معاشرتی نظام کے آئین میں یہ واضح ہے کہ "خالص قانونی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو منشور کی دفعات کسی بھی رکن ملک پر انھیں تسلیم کرنے اور منشور کے مسودہ یا اس کے ابتدائیہ میں بیان کردہ انسانی حقوق اور آزادیوں کو تحفظ دینے کی پابندی عائد نہیں کرتیں"۔[30]

☆ میثاق مدینہ میں حقوق کو مستقل حیثیت حاصل ہے جو عالمگیر اور آفاقی طرز پر ہر انسان کے لئے ہیں جب کہ مغربی معاشرتی نظام میں تمام حقوق تصوراتی ہیں اور علاقائی تحدید رکھتے ہیں جس میں سفید نسل کو دئے گئے حقوق دیگر اقوام کے لیے نہیں ہیں۔[31]

☆ پیغمبر اسلام ﷺ کے وضع کردہ اسلامی ریاست کے آئین میں موجود رواداری اور برداشت کا وضع کردہ نظام ایک خاص پس منظر رکھتا ہے جو تاریخی تسلسل کے ساتھ دیگر اقوام کے ساتھ امن کے ساتھ رہنے کی روایت کو فروغ دیتا ہے۔ جبکہ مغربی معاشرتی نظام میں بین المذاہب

---

[27]. Curt Weldam, Aqwām-e-Mutahiddah anr Us kā tarīqā Kār (Lahore: Punjab Public Liberary)p.105

[28]. Mohsin-e-Insaniat aur Insani Huqooq, p.472

[29]- Conston, Paighambere-Islam, Translated by Abdul Waris (Lahore: Subh-e-Roshan Publishers, 2014) p. 211

[30] Hans Kelson, The law of United Nations,(London :Institute of World Affairs 1950)p. 29.

[31] Muhammad Salahuddin, Bunyadi Huqooq (Lahore: Tarjuman-ul_Quran, 1978)p.54

رواداری کی کوئی مثال نہیں نہ ہی اس کی کوئی تاریخی حیثیت ہے یہاںتک کہ یہودیوں سے دشمنی کی برائی مغربی عیسائیت کی پیدا کردہ ہے اسلام کی نہیں۔[32]

☆ میثاق مدینہ کی دفعات مثبت و تعمیری افکار پر مشتمل، دنیائے انسانیت کی صلاح و فلاح کی ضامن، اور حقوق و فرائض ابدی اور تاریخی منشور حیات ہے۔ جبکہ مغربی آئین کی دفعات محض منصوبہ، کاغذی دستاویز، مصنوعی اور ناقابل عمل چارٹر، زمانی اور جزوی فوائد کی حامل ہیں۔

عہد حاضر میں مغرب کی انسانی حقوق کی تنظیمیں دنیا میں قیام امن کیسے پیدا کر سکتی ہیں جنھیں یہ بھی معلوم نہیں کہ تاریخ انسانی حقوق کا آغاز و ارتقاء اور اس کے عملی نفاذ کی کوششوں کا سہرا پیغمبر اسلام صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے سر ہے۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بدولت 1 ہجری 27 ستمبر 622 عیسویں کو انسانیت کی فلاح و بقاء کے لیے اسلام کی پہلی ریاست " مدینہ " کی بنیاد ڈالی گئی۔ جب کہ اس وقت مغرب میں حقوق و فرائض اور انسانی حقوق کا تصور تک نہ تھا۔ محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سیرت کے انمٹ اور ابدی نقوش تا قیامت دنیائے انسانیت کے لیے قابل عمل اور باعث رشد و فلاح ہیں۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی حیات طیبہ میں " امن کی طاقت " کے ذریعے پوری انسانیت کو فتح کیا[33] مغرب جو آج انسانی حقوق کا سب سے بڑا چیمپیئن بننے کا دعویدار ہے وہ ظلم کی طاقت کے بروئے کار لا کر دنیا پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ انسانیت کو فتح کرنا اور قلوب کو تسخیر کرنا صرف اور صرف پیغمبر اسلام صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ہی خاصہ ہے۔ جب کہ ماضی میں مغربی اقوام کے تعصب اور عدم مساوات سے ہونے والے انسانیت سوز ظلم سے تاریخ کے اوراق سیاہ ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے۔

خلاصہ تحریر

محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے میثاق مدینہ کی روشنی میں غیر مسلموں کے حقوق سے متعلق بین المذاہب رواداری کا جو تربیتی اور عملی لائحہ عمل پیش کیا جو اطلاق کے اعتبار سے نہ صرف دیگر معاشرتی نظاموں سے برتر بلکہ موجودہ دور میں پائیدار امن کے لئے اہم ضرورت بھی ہے۔ ریاست مدینہ کا دستور مغربی دساتیر برائے حقوق انسانی پر ابدی اور تاریخی فوقیت رکھتا ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر یہ ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ صرف دین اسلام ایسا معاشرتی نظام قائم کر سکتا ہے جو ہر مذہب کے پیروکاروں کو معاشرتی مساوات مہیا کر سکے۔ محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ریاست مدینہ کی تشکیل میں دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے لیے حقوق انسانی کے تحفظ کے لیے اولین، جامع ترین، مؤثر ترین اور بے مثال نافذ العمل منشور پیش کیا ہے وہ تا قیامت ہر معاشرے کے لیے اسوہ بے مثال ہے۔ ایک سرسری نظر میں پتہ چلتا ہے. اس میں درج ذیل نکات شامل ہیں۔

☆ انسانی جان و مال کا تحفظ، عزت و آبرو اور اولاد کا تحفظ

☆ امانت کی ادئیگی، جائیداد کا تحفظ، حصول علم کے یکساں مواقع

☆ اقلیتوں کے حقوق، بقائے باہمی اور رواداری کے اصول

☆ انسانی جان کے تحفظ کے لیے دیت اور قصاص اور قانونی مساوات کی فراہمی

---

[32] Karen Armstrong, A biography of Prophet Mohammed, (London:Harper press, 1999)p. 209

[33].Wahiduddin Khan, Molana, Islam and peace,(Good words books publishers,2004)p.92

☆نسلی تفاخر اور طبقاتی تقسیم کا خاتمہ کا اعلان

☆غیر مسلموں، عورتوں اور غلاموں کے حقوق

☆انسانیت کے منشور اعظم کے تحفظ اور اس کے نافذ العمل ہونے کا اعلان

اتنی ہمہ گیریت اور پیام امن کی مثال تواریخ عالم میں ملنا ناممکن ہے۔ اسلام کی پہلا تحریری دستور "میثاق مدینہ" جس میں پوری انسانیت کے لیے حقوق کی فراہمی کو محمد ﷺ نے یقینی بنادیا ہے اب دنیا کو کسی اور مثال کی ضرورت نہیں رہی مدینہ کے معاشرتی نظام کے لیے وضع کردہ کے علاوہ ماضی میں کوئی ایسا منشور نہیں ہے جس غیر مسلموں کے حقوق کی ادائیگی میں عدل و انصاف اور مساوات کے اصولوں پر عملا نفاذ ہوا ہو اور اسے آئینی حیثیت دی گئی ہو۔ اقوام متحدہ کے منشور "انسانی حقوق" جس پر نام نہاد امن کے علمبر دار نازاں ہیں۔ اس میں انسانوں کے لیے موجود تمام حقوق پہلے ہی سے پیغمبر اسلام کے "خطبہ حجۃ الوداع" میں موجود ہیں۔ اور اسی کا چربہ ہیں۔

پائیدار امن اور قیام استحکام کے لیے صرف اور صرف پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت میں موجود رواداری اور بین المذاہب ہم آہنگی اور تحمل کی روشن مثالوں پر عمل کرنا اس دور کی اہم ضرورت ہے۔ اس ضمن میں چند معروضات پیش کی جاتی ہیں۔

سیرت ﷺ پر اس انداز سے کتب تحریر کی جائیں کہ اس کی عملی حیثیت اور اس کے مثبت اثرات کو ضبط تحریر میں لایا جائے۔

معاشرے میں بین المذاہب رواداری کو فروغ دینے کے لیے سیرت ﷺ میں موجود اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے شواہد پر سیمینار منعقد کروائے جائیں۔

بقائے باہمی اور عدم برداشت کے خاتمے کے لیے ریاست مدینہ کی تشکیل کے سلسلے میں کی گئی تربیتی اور عملی کاوشوں کو ذرائع ابلاغ کے ذریعے عام کیا جائے۔ اس سلسلے میں تعلیمی ادارے بھی اپنا کردار ادا کریں۔

* تفرقہ بازی اور بین المذاہب منافرت پھیلانے والے ذرائع کا سدباب کیا جائے۔

* ریاست مدینہ کی بنیاد جن اہم ترین انقلابی اقدامات پر رکھی گئی ان پر دنیا آج بھی عمل کر کے امن عالم کے حصول کو یقینی بنا سکتی ہے۔

* ریاست مدینہ کی تشکیل میں رواداری کے جن اصولوں پر عمل کر کے مختلف مذاہب کے پیروکاروں کو ایک سیادت تلے امن سے رہنا نصیب ہوا آج بھی عالم اسلام کو انہی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ لہذا پہلے امت مسلمہ خود ان پر عمل کرے اور پھر اپنے طرز عمل کو دیگر اقوام کے لیے قابل تقلید بنائے۔